خوشبو کی تلاش میں

ماہ ربیع النور کے بعد جیسے جیسے شعبان کا مہینہ قریب آتا، ہر مدرسے کے بچے انگلیوں کے پوروں میں مہینے شمار کرتے ہیں، پھر مہینے سے دن گننے پر اتر آتے ہیں، اللہ اللہ کر کے وہ دن بھی آجاتا ہے، جب بچے اپنے اپنے بوریا بستر سمیٹ کر پشت پر لاد لیتے ہیں، وہ منظر بھی دیدنی ہوتی ہے جب سارے طلبا قافلہ کی شکل میں مین گیٹ سے نکلنے لگتے، ان چہروں کو پڑھنے کے لئے کسی ماہر قیافہ شناس کی ضرورت نہیں، کیونکہ دوستوں سے بچھڑنے کا غم اور گھر جانے کی خوشی، دونوں کی ملی جلی جذبات و تاثرات سب کی پیشانی سے ہویدہ ہوتا ہے۔

مدرسے میں سالانہ تعطیل ہو گئی تو ہم بھی وطن مالوف کے لئے پابہ رکاب ہوگئے، ریل کا سفر تھا، کھڑکی کی سامنے والی سیٹ پر بیٹھا بیرونی دنیا کی آب و ہوا کا جائزہ لے رہا تھا، گائے بیلوں کی جگالی، کھیتوں کی لہلہاتی ہریالی، چھوٹے بڑے درختوں کی ڈالیاں ہوا کے رخ پر لچکتی مٹکتی اٹھکھلیاں کرتی مناظر قدرت آنکھوں کو دعوت نظارہ دے رہی تھی۔

اس بار ہماری شب برات ٹرین ہی میں بسر ہو رہی تھی، مدرسے میں چھٹی لیٹ سے ہوئی تھی، وجہ جو کچھ بھی رہے ہوں، حلوہ اور روٹی کھانے تو رہا، صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اس شب کو زاہد خشک بننے کی خواہش بھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکی تھی، خیر سورج اپنی شفق چھوڑ کر غروب ہونے کو تھا، ریل کی رفتار بھی جوبن کی جوش میں تھی، اس کی سبک روی، صبا رفتاری ہر پل ایک نیا منظر نگاہوں کے سامنے لاتا، اور پیچھے ڈھکیلتا رہتا، ہرے بھرے کھیتوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا، تو پھوش کے مکانات اور کھلیان نظر آنے لگے، اسی اثنا اچانک

مستی میں جھومتی ہوئی ہوا کا ایک جھونکا آیا، حواس بنی کی راہ سے گزر کر کائنات دل کے محسوس تار کو چھیڑ دیا، جس نے قلب و روح کو معطر کر دیا، آنکھیں خمار آلود ہونے لگی، سانسوں کو اندر کھینچنے لگا، مدہوشی طاری تو نہیں ہوئی، لیکن مدہوش ہونا چاہتا تھا، ہر چند کوشش کی، مگر کامیاب نہیں ہو سکا۔

آج مجھے پھر اس خوشبو کی یاد آ گئی، جو میرے بچپن میں میری روح کو چھو کر جدا ہو گئی تھی، بچھڑی ہوئی اس مدت مدید میں بارہا یاد آتا رہا، لیکن حواس بنی کو وہ مہک بارے دیگر سونگھنا نصیب نہیں ہوا۔

وہ کیسی روح پرور خوشبو تھی؟ ذہن کے کسی گوشہ سے صرف اس کی کیفیت محسوس کرتا ہوں، مختلف النوع گل بوٹوں کی عطر بیزی ہو یا مشک ختن کی جلوہ سامانی، دنیاوی ساز و سامان کا مجموعہ، آس پاس کے ماحول کو سرور انگیز تو بنا سکتی ہے، آفاق و انفس کو نغمہ سرا بھی کر سکتی ہے، لیکن روح کو تازگی بخش دے، کائنات دل کی مکدر فضاؤں کو معطر کر دے، یقینا یہ عام خوشبو نہیں ہو سکتی؟

اس میں ضرور اگربتیوں کی سوندھی سوندھی مہک رہی ہو گی، لیکن اس خوشبو میں ایمان ویقین کی مشک و نافہ اور خلوص وللّٰہیت کی گلریزی تھی جو ایک لاہوتی مہک محسوس ہوتی، ایسی مہک جو چمپا چمبیلی نرگس وجوہی گلاب میں بھی نہیں پائی جاتی، جو صرف محسوس کرنے سے تعلق رکھتا ہے، اسے الفاظ و معانی کا جامہ و پیرہن پہنایا نہیں جا سکتا، ہاں مجھے اسی خوشبو کی تلاش ہے۔

اب تک کی ساری بوقلمونی شب برات کی تمہید کے لئے تھی! جو عید کا دن تو نہیں ہوتا، مگر اس دن چمن دل کے کلیوں کی ساری رعنائی و رعونت پیشانی سے جھلکتے چھلکتے گرد اگرد ماحول کو خوشیوں سے بھر ہی دیتی ہے۔

اور خاص اس دن ظہرانہ کے بعد ایک الگ ہی چہل پہل ہوتی، ایک سرور انگیز سماں بندھ جاتا، راستے ستھرے نتھرے ہو جاتے، بعد عصر گہما گہمی عروج پر ہوتی، کیا بچے، کیا جوان اور کیا پیر مرد، ایک قافلہ ہوتا، اللہ والوں کا قافلہ، سر پر ٹوپی رومال، آگے گاؤں کی مسجد کے امام، پیچھے پیچھے ان کے مقتدی، گلی کوچوں میں شور ہوتا، گھر گھر کی رونق بنتے، درود و فاتحہ کی گونج ہوتی، نذر و نیاز کا غلغلہ ہوتا، اپنے خاندان در خاندان کو ایصال ثواب کیا جاتا، انبیا کرام واولیا اللہ، صحابہ و تابعین، ائمہ و مجتھدین، پاکان امت و سلاسل کے بزرگان علیہم المغفرۃ والرضوان کی ارواح کو ثواب نذر کیا جاتا۔

عشاء کے بعد شہر خموشاں کی زیارت کے لئے لمبی قطار میں جانا، خاموش راتوں کی تنہائی کو جوتے چپلوں کی فٹفٹاہٹ کا توڑنا، آج بھی وہ صدائیں میرے کانوں میں گونج رہی ہے، بغیر فصیل کے اس شہر میں چاروں جانب سے لوگوں کا ہجوم، اس پر چودھویں کا چاند اپنی شیتل چاندنی لٹانے میں بڑا فیاض، اس لئے نیلگو اور شفافی آسمان کے نیچے زمین پر لوگ کوئی آسمانی مخلوق معلوم ہو رہے تھے، لحظہ بھر میں آیتوں کی گنگناہٹ، زار و قطار رونے کی دھن میں تبدیل ہو جاتی، آہ و بقا کی گونج میں خالق کائنات سے اپنی اور اپنے عزیز و اقارب، متعلقین و منتسبین کی مغفرت کا پروانہ لینے کے لئے خالی خالی ہاتھوں کو بلند کئے ہوئے ہوتے۔

زیارت و فاتحہ سے فارغ ہو کر مسجدوں میں حاضر ہوتے، ہاتھ میں تسبیح لیکر وظیفہ خوانی ہوتی، قربت خداوندی کی حصولیابی کے لئے نوافل پڑھی جاتی، غرض ساری رات یوں ہی عبادت وریاضت میں بسر ہو جاتی، اگرچہ وقفہ وقفہ میں نیند کو مات دینے کے لئے چائے نوشی کا دور چلتا، پٹاخے پھوٹتے تھے نہ جاپانی پھلجھڑیاں چلتی، پھر بھی فرحت وانبساط قدم چومتی، دن عید کے ہوتے اور رات شب برات جیسی، کہاں گئی وہ راتیں، کہاں گئے وہ دن۔

یہ ہمارے پیش رو اسی دنیا کی مخلوق تھے، اور انسان ہی تھے، اکل حلال کی دھن میں رہتے، حرام و نجس معیشت وروزگار سے کوسوں دور بھاگتے، اس لئے پیشانی خاک آلود ہونے کے باوجود روشن وپرنور تھی، جو کچھ اندر دل میں ہوتا، وہی کچھ پیشانی سے جھلکتا، عملی طور پر زمیں میں اترتا، اس لئے جبین عقیدت کی نیاز مندی فرشتوں کو شرمندہ کر رہی تھی، مگر اب

؎

رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی　　　فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

العاصی محمد ساجد رضا قادری رضوی

موبائل نمبر 7970960753